1

گواہ چُست!

لفظ ’’خلافت‘‘ سے الرجک ہمارے ’جدید ریاست‘ کے ’اسلامی مؤیدین‘ عجیب تضادات کا شکار ہیں: حمایت ’جدید ریاست‘ کی اور دلیل ’نسل، زبان اور رہن سہن‘ کی! حالانکہ خود ’جدید ریاست‘ اپنے وجود کےلیے ایسی کسی بنیاد کی قائل نہیں!

’ماڈرن سٹیٹ‘:

ایک طرف انسانی اَموال properties، دِماء lives، فروج (آبروؤں)، اَخلاق morals اور اَقدار values وغیرہ میں مطلق تصرف کے حق کا دعویٰ رکھتی ہے۔ نیز اپنی قلمرو میں پائے جانے والی اولادِ آدم پر اپنی اطاعت obedience اور وفاداری allegiance کو باقاعدہ فرض ٹھہراتی ہے۔ نیز تعلیم اور ابلاغ کے منبر پر جلوہ افروز؛ لوگوں کےلیے خیر و شر کے پیمانے صادر کرتی اور درست و نادرست کا تعین فرماتی ہے۔ وہ کس چیز کو خوب جانیں اور کس چیز کو ناخوب، یعنی دماغوں کے سانچے تشکیل دینا وہ اپنا اختصاص مانتی ہے۔ یعنی واضح خدائی۔

تو دوسری طرف وہ اِس بات کا کوئی جواب اپنے پاس نہیں رکھتی کہ خدا کے اتنے بندوں اور خدا کی اتنی زمین کو اس نے جو خاص اپنی قلمرو ’ڈیکلیئر‘ declare کیا ہے، اس حدبندی کی بنیاد کیا ہے؟ ’ماڈرن سٹیٹ‘ کے اپنے مفسر اِس **تقسیمِ بنی آدم** پر کوئی ایک بھی قاعدہ اور اصول بیان کر کے نہیں دیتے }کہ **کہاں سے لےکر کہاں تک کے عباداللہ کس (تشکیلی) ریاست کی جاگیر ہوں**{:

یہ محض ہمارے ’’المورد‘‘ وغیرہ ایسے مؤیدینِ ماڈرن سٹیٹ کا حسنِ ظن ہے[[1]](#footnote-1) کہ اس کی بنیاد کوئی نسلی یا اقلیمی اکائیاں ہوتی ہوں گی (یا ہونی چاہئیں!)۔ فلسفۂ نیشن سٹیٹ کے اپنے مصادر اس بات کی تائید نہیں کرتے۔ نسلی یا اقلیمی اکائیوں کا تو یہ ’ماڈرن سٹیٹ‘ یا ’نیشن سٹیٹ‘ باقاعدہ قتل کرتی ہے، (یہ بات ہم گزشتہ فصل میں دیکھ آئے ہیں)۔

اور اگر اس کا جواب یہ ہے کہ: دراصل یہ ایک خاص خطہ کے لوگوں کی منشا will of the people ہے جو اس بات کا فیصلہ کر دیتی ہے، تو اِس مفروضہ کا بوداپن ہم اِس فصل میں تھوڑا آگے چل کر ثابت کریں گے۔

’جدید ریاست‘ کے اپنے مصادر اس کی کوئی توجیہ نہیں دیتے۔ یا شاید اس کی ضرورت نہیں پاتے! یا شاید اس سے ’’پوچھنے‘‘ والے ابھی نہیں پائے گئے!

البتہ ’جدید ریاست‘ کے اسلامی مؤیدین خاص اپنے پاس سے اس کی کچھ توجیہات دیتے ہیں، جو نہ تو ’جدید ریاست‘ کے ترجمانوں کے ہاں تسلیم ہیں اور نہ عام اہل اسلام کے ہاں درخورِاعتناء اور نہ دنیا میں کہیں پر رائج۔

\*\*\*\*\*

ہم یہ مان آئے ہیں، ’’ریاست‘‘ ایک جبر ہے جو ناگزیر ہے۔ کسی کو اصولاً اِس سے اختلاف بھی نہیں ہے۔ البتہ ہم کہتے ہیں: **’’جبر‘‘ انسانی اجتماع کی ’’ضرورت‘‘ بےشک ہے لیکن ’’دلیل‘‘ نہیں ہے۔** یہ خود اپنی ذات میں حجت نہیں ہے۔ اِس کو ’’دلیل‘‘ خارج سے لانا پڑے گی؛ **ورنہ اِس کا نام ’’جبر‘‘ نہیں بلکہ ’دھونس‘ ہے**۔

اِدھر معاملہ کیا ہے... ’جدید ریاست‘ سے آپ اس کے حدود اربعہ کی بنیاد اور جواز پوچھیں تو آپ پر کھلتا ہے کہ کوئی اصول اور دلیل یہ اپنے حدود اربعہ کے ثبوت پر نہیں رکھتی سوائے سٹیٹس کو status quo کے...؛ **یعنی زور**۔

 یہ تو ہمارے اسلام پسندوں کا نرا وہم یا آرزو ہے کہ ماڈرن سٹیٹ کسی لسانی یا ثقافتی وحدت کی بنیاد پر ہوتی ہوگی! ان کے اس وہم کو جھٹلانے پر ماڈرن سٹیٹ کے اپنے مصادر اور وقائع بےحد واضح ہیں۔ لسانی یا ثقافتی وحدتوں کو ماڈرن سٹیٹ کی بنیاد بننے کے ساتھ کچھ علاقہ نہیں۔ ہاں لسانی اور ثقافتی اشیاء ماڈرن سٹیٹ کا نتیجہ ضرور ہوسکتی ہیں۔ اور وہ تو کسی بھی جبر کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً آج امریکہ کو اگر آپ کسی طاقتور خلافتِ اسلامی کے تابع کردیں تو سو سال بعد امریکہ کا بہت سا کلچر تبدیل اور وہاں پر فرفر عربی بولتی نسلیں آپ ہم سے لے لیں! پس لسانی اور ثقافتی وحدتیں تو بیچاری ماڈرن سٹیٹ کے ’’متاثرین‘‘ victims میں آتی ہیں۔ یہ اس کا ’’نتیجہ‘‘ ضرور ہو سکتی ہیں؛ مگر یہ اس کی ’’بنیاد‘‘ کب ہیں؟ حق یہ ہے کہ بنی آدم کی تقسیم اور ان کی اطاعتوں اور وفاداریوں کی بندربانٹ یہاں کسی اصول پر مبنی نہیں ہے۔

 تو پھر ’جدید ریاست‘ بنی نوعِ انسان کو کس بنیاد پر تقسیم کرتی ہے؟ وہ کہتے ہیں: اس کی مرضی۔ آپ میں زور ہے تو آپ کرلیں، بشرطیکہ ’عالمی برادری‘ اس کو ’تسلیم‘ کرلے (**اصل کہانی یہاں ہے**؛ یعنی ’عالمی برادری‘ جو اپنے کچھ داداگیروں کی تحویل میں آپ کےلیے اپنے بحری بیڑے، ڈیزی کٹر اور اپنے بی ففٹی ٹو بمبار طیارے لیے بیٹھی ہے اور اس کے اشارے سمجھ نہ آنے کی صورت میں یہ عالمی لٹھ فی الفور آپ کو ’دلیل‘ سمجھا دیتی ہے!)۔ یعنی اصل دلیل ایک ہی ہوئی: زور۔ **جس میں زور ہے وہ نسلِ آدم کے بیس ٹکڑے کرے یا بیس ٹکڑوں کو ایک کرلے**۔اِس ’’سٹیٹس کو‘‘ کے علاوہ یہاں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ اب ہماری ’’جماعۃ المسلمین‘‘ اور ’’اِمارۃ المؤمنین‘‘ (خلافت) کے خلاف بھی ’’دلیل‘‘ تو صرف یہی ایک ہے؛ یعنی لٹھ۔ جس دن ہم یہ ’’دلیل‘‘ لے آئے ، یعنی زور (مِنۡ قُوّۃٍ وَمِن رِّبَاطِ الخَیلِ تُرھِبُون بہٖ عدوَّ اللہِ و عدوَّکُم) اُس دن نسلِ آدم کو حق (محمدﷺ پر ایمان) کی بنیاد پر تقسیم کرنے میں ان شاء اللہ کوئی بھی مانع نہ ہوگا۔ چنانچہ ہماری ’’الجماعۃ‘‘ کے خلاف اور ’ماڈرن سٹیٹ‘ کے حق میں ’’دلیل‘‘ تواس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ’اسلامی‘دلیلیں دینے والے حضرات یہاں پر کیا کریں؟ یہ بھی یہی دلیل دیں؟! ’لسان‘ اور ’رہن سہن‘ والی دلیل کے باطل ہونے کا ذکر پیچھے ہوچکا، خود ’ماڈرن سٹیٹ‘ کے مصادر ہی اسے تسلیم نہیں کرتے۔ تو پھر اب یہ ’’ریاست‘‘ کی بنیاد کیا بتائیں گے؟

*’جدید ریاست‘ بنی نوعِ انسان کو کس بنیاد پر تقسیم کرتی ہے؟*

 *وہ کہتے ہیں: اس کی مرضی۔ آپ میں زور ہے تو آپ کرلیں، بشرطیکہ ’عالمی برادری‘ اس کو ’تسلیم‘ کرلے (اصل کہانی یہاں ہے؛ یعنی ’عالمی برادری‘ جو اپنے کچھ داداگیروں کی تحویل میں آپ کےلیے اپنے بحری بیڑے، ڈیزی کٹر اور اپنے بی ففٹی ٹو بمبار طیارے لیے بیٹھی ہے اور اس کے اشارے سمجھ نہ آنے کی صورت میں یہ عالمی لٹھ فی الفور آپ کو ’دلیل‘ سمجھا دیتی ہے!) یعنی اصل دلیل ایک ہی ہوئی: زور۔ جس میں زور ہے وہ نسلِ آدم کے بیس ٹکڑے کرے یا بیس ٹکڑوں کو ایک کرلے۔ اِس ’’سٹیٹس کو‘‘ کے علاوہ یہاں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ اب ہماری ’’جماعۃ المسلمین‘‘ (خلافت) کے خلاف بھی ’’دلیل‘‘ تو صرف یہی ایک ہے؛ یعنی لٹھ۔ جس دن ہم یہ ’’دلیل‘‘ لے آئے ، یعنی زور (مِنۡ قُوّۃٍ وَمِن رِّبَاطِ الخَیلِ تُرھِبُون بہٖ عدوَّ اللہِ و عدوَّکُم) اُس دن نسلِ آدم کو حق (محمدﷺ پر ایمان) کی بنیاد پر تقسیم کرنے میں ان شاءاللہ کوئی بھی مانع نہ ہوگا۔*

ہمیں معلوم ہے، ’جدید ریاست‘ کے اصل وضع کنندگان کی طرف سے ہمیں بتایا جائے گا کہ اس کی بنیاد کسی جگہ کے ’’انسانوں کی مشیئت‘‘ will of the people ہوتی ہے۔ لیکن ہماری گفتگو یہاں پر جدید ریاست کے ’اسلامی‘ حمایتیوں کے ساتھ ہے (یعنی جو لوگ ہمارے ایمانی Godly paradigm کو مغرب کے الحادی Godless paradigm کے ساتھ خلط کرتے اور ان دونوں کے مابین جوڑ لگانے کی محنت کرتے ہیں)... یہ تو صحیح ہے کہ ’’ریاست‘‘ کی بنیاد مغرب کے نزدیک ’’انسانوں کی مشیئت‘‘ ہے ؛ کیونکہ اُن کے عقیدے کی رو سے انسان ہی زمین پر خدا ہے اور ’خدا‘ کا فرمایا ہوا خود دلیل ہوتا ہے خدا سے دلیل نہیں پوچھی جاتی۔ مگر ہمارا سوال ’اسلامی‘ جدت پسندوں سے یہ ہے کہ: یہ طے کرنے کی کیا بنیاد ہے کہ اِس جگہ سے لے کر اُس جگہ تک کے انسانوں کی **مشیئت** ایک ریاست بنائے گی اور وہاں سے وہاں تک کے انسانوں کی **مشیئت** ایک الگ ریاست؟ اِس کی کیا دلیل ہوگی کہ یہاں سے وہاں تک پائے جانے والے انسانوں کی مطاع یہ ریاست ہے اور وہاں سے وہاں تک کے بنی آدم کی اطاعت اور وفاداری پر حق رکھنے والی وہ ریاست؟ **یعنی ہر اکائی کے اکائی ہونے کی کیا کوئی بنیاد اور اصول ہے**؟

اگر وہ کہیں کہ اس کی دلیل بھی انسانوں کی مشیئت ہی ہے... تو ہمارا سوال ہے: تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک علاقے کے لوگوں کی مشیئت چلتی ہے جبکہ دوسرے علاقے کے لوگوں کی ’مشیئت‘ ان کے منہ پر دے ماری جاتی ہے؟

مثلاً... کشمیر، تامل ناڈو، خالصتان اور آسام کے لوگوں کی ’مشیئت‘ کیوں ان کو خودمختار ریاست نہیں بناتی؟ ابھی آپ نے ہمیں ’’اصول‘‘ ہی تو بتایا ہے کہ **کسی خطے کے لوگوں کی مشیئت** will of the people **اس کو ایک ریاستی اکائی بنا دیتی**...اور دوسری اکائیوں سے علیحدہ ٹھہرا دیتی ہے!!؟

فلسطین اور چیچنیا کے لوگوں کی مشیئت؟

اراکان اور روہنگیا کے لوگوں کی مشیئت؟

آئرلینڈ کے لوگ کیوں اپنی ’مشیئت‘ کو اپنی بندوقوں پر لٹکا کر اتنی دیر پھرتے رہے؟

یعنی کیا ان خطوں کا ’سائز‘ اتنا چھوٹا ہے کہ یہ ایک خودمختار ریاست کے لیے ’کوالیفائی‘ qualify نہیں کرتے؟؟؟ (ظاہر ہے ان سے بہت چھوٹے سائز کے ملک اس دنیا میں پائے جاتے ہیں اور جوکہ ’جدید ریاست‘ کی تمام شرائط پوری کرتے ہیں)۔

**کیا آپ جانتے ہیں اس یو۔این برادری** (UN Community) **کا ایک آزاد و خودمختار ملک مناکو** Monaco **صرف تین میل لمبا، صرف ڈیڑھ میل چوڑا اور صرف 32 ہزار آبادی**[[2]](#footnote-2)  **پر مشتمل ہے**؟ یعنی ایک چھوٹے قصبے کے سائز کا ملک بھی اِس دنیا میں ’چلتا‘ ہے۔ تو کیا جب بھی اتنی سی آبادی کے **لوگ اکٹھے ہوکر (اکثریتِ رائے سے) اپنی ’مشیئت‘ ظاہر کردیں** کہ وہ اپنے آپ کو ایک ’آزاد ریاست‘ کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کی اس ’مشیئت‘ کا احترام کیا جائے گا؟

**کیا اِس مناکو** Monaco  **سے پانچ پانچ سو (500) گنا بڑے ’بھارتی‘ خطوں سے پوچھ لیا جائے کہ ان کی ’مشیئت‘ کیا ہے؟** اور کیا ایسے ہر ہر خطے کی will of the people کے نتیجے میں یہاں کئی سو ریاستیں بنتی ہیں تو بن جائیں؟

**تو پھر کیا اصول ہوا کہ کہاں سے کہاں تک کے لوگوں کی مشئیت فیصل ہوگی اور کہاں سے کہاں تک کے لوگوں کی مشیئت کو محض زبان پر لے آنا ہی ایک گردن زدنی وناقابل معافی جرم ہوگا؟**

مزید برآں...

یا تو چلیں یہی ’اصول‘ ہو کہ اب جیسے بھی زمین کی تقسیم ہوگئی سو ہوگئی، آئندہ کےلیے بند۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے۔ ابھی بھی یہاں کچھ فائل کھلیں گے اور کچھ بالکل نہیں کھلیں گے؛ باوجودیکہ جتنے فائل اس دفتر میں جمع ہوں گے will of the people کی عرضی ہر کسی کے ساتھ ہی نتھی ہوگی! لبِ لباب یہ کہ ’ریاستی اکائی‘ یہاں کسی بھی دلیل پر نہیں ہوتی۔ یہ ایک دھکا ہے، جس میں ہمت ہے وہ چلا لے؛ نہ صرف ماضی میں بلکہ آئندہ بھی!

ہماری ’’جماعۃ المسلمین‘‘ اور اُن کی ’یو این کمیونٹی‘ کے مابین کیا بھلا کوئی موازنہ ہے؟!

(زیرتالیف ’’ابن تیمیہ کی خلافت و ملوکیت پر تعلیقات‘‘، فصل ’’ریاست ایک جبر یا دھونس؟ جماعۃ المسلمین بموازنہ ماڈرن سٹیٹ‘‘ شائع ایقاظ، اپریل 2014)

1. دیکھئے المورد کی ذمہ دار شخصیت کا بیان: ایقاظ، اپریل 2014 [↑](#footnote-ref-1)
2. طرفہ یہ کہ بتیس ہزار انسانوں پر مشتمل یہ ’’نیشن‘‘ متعدد ’قوموں‘ پر مشتمل ہے: ریاست کے اعدادوشمار میں بتایا گیا ہے مناکو کے عوام 32% فرنچ ہیں، 19% مونیگاسک اور 20% اطالوی! [↑](#footnote-ref-2)